AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے منجمد نطفہ سے استفادہ کے احکام

Test Tube baby frozen sperm utilization issues is Shari'ah

ڈاکٹر حافظ حسن مدنی: ایسوسی ایٹ پروفیسر، ادارہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

Abstract

In Islamic jurisprudence, the concept of in vitro fertilization (IVF) is permissible under certain conditions, particularly ensuring that the sperm and egg used belong exclusively to the legally married couple. One of the critical ethical and legal issues in this regard is the use of a deceased husband's frozen sperm by his surviving wife. Islamic Shari'ah upholds that marriage is a contractual bond that ceases upon the death of either spouse. Consequently, after the husband's passing, the wife is not permitted to use his frozen sperm for conception, as the marital relationship has effectively ended. Furthermore, Islamic law dictates that all marital rights and obligations, including inheritance, intimacy, and lineage-related matters, conclude upon death unless explicitly stated otherwise in the Qur'an and Sunnah. Since the deceased husband cannot give posthumous consent, utilizing his sperm would be considered unlawful. The preservation of lineage is a fundamental principle in Islam, and any act that leads to ambiguity in parentage is strictly prohibited. This study critically analyzes the rulings concerning the use of frozen sperm posthumously and the implications of such practices within the framework of Islamic ethics and law. It further explores the broader consequences of death on marital rulings, emphasizing the principles of consent, legitimacy, and the sanctity of marriage. The research concludes that Islamic jurisprudence does not permit posthumous conception, as it contradicts the fundamental principles governing family life in Islam.

Keywords: Islamic Shari'ah, IVF, Marriage, Consent, Death

شرع اسلامی میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی بعض شرائط کے ساتھ گنجائش ہے جس کے نطفہ کا استعمال زوجین کی رضامندی سے مشروط ہے۔ شوہر کی وفات کی بعد اگر بیوی اس نطفہ کو استعمال کرنا چاہے تو شوہر کی وفات کے بعد، رشتہ ازدواج ختم ہو جانے کے ناطے شرعاً اس کی اجازت نہیں اور نہ ہی فوت شدہ شوہر سے اب رضامندی حاصل کرنا ممکن ہے کیونکہ زوجین میں وفات کے ساتھ دیگر ازدواجی احکام بھی ختم ہو جاتے ہیں، الا یہ کہ اس کی واضح اجازت قرآن وسنت میں مذکور ہو۔ ذیل میں زوجین کی وفات کی بنا پر ختم ہو جانے اور باقی رہ جانے والے شرعی احکام کا مدلل تذکرہ کیا گیا ہے۔

مصنوعی طریقۂ تولید جیسے ٹیسٹ ٹیوب بے بی IVF روز بروز رواج پا رہا ہے جس نت نئے سوالات سامنے آرہے ہیں۔ حال ہی میں اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے پاکستان میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی سہولت فراہم کرانے والے بعض ہسپتالوں کی انتظامیہ نے یہ مسئلہ رکھا، جس پر کونسل نے ماہرین سے شرعی رائے طلب کی کہ

کیا شرعاً شوہر کی وفات کے بعد جنین کی پیوندکاری، منتقلی سابقہ بیوی (بیوہ) کی بچہ دانی میں کی جا سکتی ہے؟ جبکہ شوہر کی زندگی میں انڈے (بیوی کا بیضہ) حاصل کئے گئے، ان کی زرخیزی کی گئی اور جنین تیار کئے گئے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اگر شریعت مذکورہ بالا امر کی اجازت دیتی ہے تو جو میاں بیوی کے ہسپتال میں کئے ہوئے معاہدے کی کیا حیثیت ہو گی۔[1]

سوال نامے میں ایک واقعہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ خیبر پختونخواہ سے تعلق رکھنے والے محمد اسفر اور اسناز نامی شادی شدہ جوڑے نے اپنے جرثومہ اور بیضہ کا، فطری کی بجائے سائنسی طریقے سے ملاپ کرایا اور جب وہ چند روز کے بعد نطفہ بن گیا تو اس کو ہسپتال میں منجمد کرا لیا۔ اب شوہر کی وفات کے بعد بیوہ عورت کا اس کو اپنے رحم میں رکھنا کیا شرعاً جائز ہے؟

ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا جواز اور شرائط

مردانہ جرثومہ اور نسوانی بیضہ کو قرآن وسنت میں مَاء اور ان دونوں مَاء (پانی) کے ملاپ کے بعد اگلے مرحلے کو نُطفَة کہا جاتا ہے جس کے بعد تخلیق کے کئی مراحل آتے ہیں اور پیدائش سے قبل کے ان تمام مراحل پر جَنین کا لفظ بولا جاتا ہے۔

فقہ اسلامی کا مسلّمہ اصول ہے کہ معاملات میں اصل حلت ہے، جب تک اس کی حرمت کی واضح شرعی دلیل نہ ہو۔ مصنوعی طریقۂ تولید کی ایک صورت 'ٹیسٹ ٹیوب بے بی IVF' کے بارے میں برصغیر کے اکثر حنفی علما حرمت کے قائل ہیں جیسا کہ دار العلوم دیوبند، انڈیا[2] اور دار العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن، کراچی کا یہی موقف ہے جس کی وجہ یہ مفتیان حضرات، بلاضرورت خاتون کے ستر کو کھولنا قرار دیتے ہیں، جبکہ دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی) کراچی [3] نے صرف شوہر بیوی کے مابین اس کی اجازت دی [4] ہے، اور جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور کے مہتمم مفتی عبد القیوم ہزاروی نے بھی زوجین کے مابین ٹیسٹ ٹیوب کو جائز[5] قرار دیا ہے۔ حالانکہ ٹیسٹ ٹیوب کو اگر علاج مان لیا جائے اور علاج کے تقاضوں کے تحت بامر مجبوری خاتون ڈاکٹر یا مرد ڈاکٹر شرعی احتیاطوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کو انجام دیں تو اس کا جواز مزید واضح ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سعودی عرب کی مشہور فقہ اکیڈمی، جدہ کے فیصلے کا متن یہ ہے کہ

> "الأصل أنه إذا توافرت طبيبة متخصصة، يجب أن تقوم بالكشف على المريضة، وإذا لم يتوافر ذلك، فتقوم بذلك طبيبة غير مسلمة ثقة، فإن لم يتوافر ذلك يقوم به طبيب مسلم، وإن لم يتوافر طبيب مسلم، يمكن أن يقوم مقامه طبيب غير مسلم. على أن يطّلع من جسم المرأة على قدر الحاجة في تشخيص المرض ومداواته، وألا يزيد عن ذلك، وأن يغض الطرف قدر استطاعته، وأن تتم معالجة الطبيب للمرأة هذه: بحضور محرم أو زوج أو امرأة ثقة، خشية الخلوة "[6]

> ”اصل یہ ہے کہ جب سپیشلسٹ خاتون ڈاکٹر موجود ہو تو مریضہ کا ستر کھولنا اسی پر واجب ہے۔ اگر ایسی خاتون ڈاکٹر نہ ہو تو یہ علاج معتمد غیر مسلم خاتون ڈاکٹر سے کرایا جائے۔ اگر وہ بھی نہ ملے تو مسلمان ڈاکٹر، وہ بھی دستیاب نہ ہو تو غیر مسلم ڈاکٹر یہ آپریشن کر سکتا ہے۔ ڈاکٹرز کو چاہیے کہ خاتون کے جسم میں سے بقدرِ ضرورت مرض کی تشخیص اور علاج کے لئے کھولے۔ اس پر کوئی اضافہ نہ کرے اور بقدرِ استطاعت

1 اسلامی نظریاتی کونسل کا مراسلہ نمبر: ایف1(88)/2022ء۔ آر۔ سی آئی آئی/42، ص2، مؤرخہ 12/اپریل 2023ء
2 https://darulifta-deoband.com/home/ur/women-ssues/171218 مؤرخہ 20/اپریل 2023ء
3 https://daruliftaahlesunnat.net/ur/2117 مؤرخہ 20/اپریل 2023ء
4 https://www.banuri.edu.pk/readquestion/16-09-2017 Fatwa 144405100577 20/اپریل 2023ء
5 https://thefatwa.com/urdu/questionID/2416/
6 مجلة مجمع الفقه الإسلامي، جدة : عدد 8، ج1، ص49
Research Journal of Majm’ul Fiqhil Islami, Issue: 8, Vol. 1/ p 49.

نگاہوں کو جھکا کر رکھے۔اور مرد ڈاکٹر، خاتون کا ایسا علاج محرم مرد، شوہر یا کسی عورت کی موجودگی میں کرے تاکہ خلوت کے مسائل پیدا نہ ہوں۔"

سعودی عالم شیخ محمد بن صالح عثیمین نے بہ امر مجبوری ٹیسٹ ٹیوب بے بی کے مشروط جواز کا فتوی دیتے ہوئے فرمایا کہ

إذا كان لهذا العمل حاجة: فإننا لا نرى به بأسًا بشروط ثلاثة:...

الثالث: أن توضع البويضة بعد تلقيحها في رحم الزوجة، فلا يجوز أن توضع في رحم امرأة سواها بأي حال من الأحوال؛ لأنه يلزم منه إدخال ماء الرجل في رحم امرأة غير حلال له، وقد قال الله تعالى: (نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ مُلَاقُوهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ) البقرة/223، فخصّ الحرث بامرأة الرجل، وهذا يقتضي أن تكون المرأة غير الزوجة غير محل لحرثه."[1]

"اگر اس علاج کی حاجت ہو تو ان تین شرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے:

اوّل: اس امر میں پوری احتیاط کی جائے اور اس کو یقینی بنایا جائے کہ جرثومہ اور بیضہ زوجین کا ہی ہو، اس میں کسی اور اختلاط یا امتزاج کا امکان نہ ہو۔

دوم: مرد کا مادہ منویہ جائز طریقہ سے ہی حاصل کیا جائے، جیسا کہ بیوی کی ٹانگوں یا ہاتھوں وغیرہ کے ذریعے

سوم: بیضہ کو جرثومہ سے ملاپ کے بعد، بیوی کے رحم میں ہی رکھا جائے۔ یہ جائز نہیں کہ کسی بھی صورت میں اس کو کسی اور عورت کے رحم میں رکھا جائے۔ کیونکہ اس سے آدمی کا پانی ایسی عورت کے رحم میں پہنچنا لازم آئے گا جو اس کے لئے حلال نہیں ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں، اپنی کھیتوں میں جس طرح چاہو آؤ اور اپنے لئے (نیک اعمال) آگے بھیجو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور جان رکھو کہ تم اس سے ملنے والے ہو اور ایمان والوں کو خوشخبری دیجئے۔" اللہ تعالیٰ نے کھیتی کو آدمی کی بیوی کے ساتھ خاص کر دیا اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ بیوی کے سوا دوسری عورت، بیج ڈالنے کے لئے ناجائز مقام ہے۔"

جائز رحم ہونے کی لازمی شرط

پیدائش کے ان مراحل کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی یہ واضح ہدایت بھی موجود ہے جو سیدنا رویفع بن ثابت انصاری ؓ سے مروی ہے کہ

«لَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يَسْقِيَ مَاءَهُ زَرْعَ غَيْرِهِ».[2]

" جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے، اس کے لیے حلال نہیں کہ کسی دوسرے کی کھیتی کو اپنا پانی دے۔"

اس فرمانِ نبوی سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنا پانی (جرثومہ)، کسی دوسرے کی کھیتی کو پلائے۔ اور سورۃ البقرۃ کی آیت 223 میں اپنی بیوی کو ہی 'کھیتی' قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ کوئی مسلمان اپنے لئے ناجائز رحم میں اپنا پانی (جرثومہ) نہیں ڈال رکھ سکتا۔ ایسا صرف اسی صورت

1 مجموع فتاوٰی الشیخ ابن العثیمین : 17 ، ص 27،28
Majmoo Fatawa Sheikh ibn Usaimeen: Vol. 17/ p. 27,28

2 سنن أبي داوٗد: كِتَابُ النِّكَاحِ (بَابُ فِي وَطْءِ السَّبَايَا)، رقم 2158

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

میں جائز ہے، جب وہ مسلمان اپنی بیوی کے رحم میں اپنا جرثومہ رکھے۔ چنانچہ بیضہ والی عورت کی بجائے دوسری عورت کا رحم (Surrogacy) استعمال کرنے کی وہی صورت جائز ہے جس میں دوسری عورت بھی اس مسلمان کی بیوی ہو، یعنی دونوں خواتین میں سوکن کا رشتہ ہو یا وہ عورت اس مسلمان کی باندی ہو۔ مفسر قرآن مولانا عبدالرحمن کیلانی لکھتے ہیں کہ

"ایک مرد کی دو یا دو سے زائد بیویاں ہیں جن میں سے کوئی ایک بانجھ ہے۔ اس بانجھ عورت کا بیضہ حاصل کرکے ٹیسٹ ٹیوب میں مرد کا نطفہ شامل کرکے کسی تندرست بیوی کے رحم میں یہ 'نطفہ امشاج' رکھ دیا جائے۔ یا اس کے برعکس یعنی اگر بانجھ عورت کے بیضہ یعنی جرثومہ میں نقص ہے تو وہ کسی دوسری بیوی کا لے کر یہی طریق کار استعمال کرکے بانجھ عورت کے رحم میں رکھ دیا جائے۔ اس طریق کار میں کچھ قباحت نہیں۔ اس کا نسب تو بہر حال باپ سے ہی چلے گا۔ لیکن وراثت کا تعلق اس ماں سے ہو گا جس نے اسے جنا ہے۔ ان کے علاوہ باقی جتنی بھی شکلیں بنتی ہیں (اور وہ بہت سی بن جاتی ہیں) سب قطعی طور پر حرام ہیں۔"[1]

22 فروری 2017ء کو وفاقی شرعی عدالت، پاکستان نے بھی اپنے ایک فیصلہ میں یہی موقف اختیار کیا کہ

"اگر بچے کی پیدائش کی وجہ بننے والا سپرم [جرثومہ] اس کے قانونی والد ہی کا ہو اور بیضہ اس کی والدہ کا، جو متعلقہ مرد کی بیوی ہو، تو ایسی صورت میں طبّی طریقۂ کار سے مصنوعی حمل ٹھہرانے کے بعد اگر ایمبریو دوبارہ اس بچے کی حقیقی والدہ ہی کے رحم میں رکھا جائے، تو یہ طبّی عمل مذہبی حوالے سے بھی، قانون کے مطابق اور جائز ہو گا۔

وفاقی شرعی عدالت کے 22 صفحات پر مشتمل اس فیصلے کی تفصیلات میں لکھا ہے کہ عدالت کے مطابق اگر متعلقہ مرد اور عورت آپس میں شادی شدہ ہوں اور مصنوعی حمل یا IVF نامی طبّی عمل کے لیے انہی کے تولیدی خلیات استعمال کیے جائیں تو یہ عمل نہ تو غیر قانونی ہو گا اور نہ ہی قرآن وسنت کے احکامات کے منافی۔

اس سے قبل 2013ء میں پاکستان کی اسلامی نظریاتی کونسل نے بھی کہا تھا کہ اسلام میں ٹیسٹ ٹیوب بچوں کی پیدائش کی اجازت تو ہے لیکن چند مخصوص شرائط پوری کرنے کے بعد۔"[2]

مذکورہ تفصیلات سے علم ہوا کہ اسلامی نظریاتی کونسل، وفاقی شرعی عدالت، پاکستانی اور سعودی علماء، اور پاکستان کے بعض حنفی علما بعض شرائط کے ساتھ بوقتِ ضرورت ٹیسٹ ٹیوب بے بی IVF کو درست اور جائز قرار دیتے ہیں۔

زوجین میں سے ایک کی وفات کے بعد رشتہ ازدواج کی حیثیت؟

یہ امر تو واضح ہو گیا کہ زوجین کے لئے بعض شرعی احتیاطوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تولیدی علاج کے ان مراحل کو اختیار کرنا جائز ہے۔ پیش نظر سوال میں غور طلب امر یہ ہے کہ وفات کے بعد کیا بیوہ عورت اپنے سابقہ شوہر سے بنایا ہوا نطفہ استعمال کر سکتی ہے اور آیا یہ عورت اپنے فوت شدہ شوہر کے لئے جائز رحم (کھیتی) ہے یا نہیں؟

1 مقالہ 'انسانی پیدائش کے لیے مصنوعی تخم ریزی' از مولانا عبدالرحمن کیلانی، ماہنامہ محدث لاہور، شمارہ دسمبر 1987ء، ص 37
Abdur Rahman Kilani, Article Insani pedaish kelie Masnooi Tukhm rezi: Monthly Mohaddis, Lahore, Issue: Dec. 1987. P 37

2 https://www.dw.com/ur/a-37674672 مؤرخہ 18 اپریل 2023ء

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

فقہ اسلامی کے مطالعے سے علم ہوتا ہے کہ شوہر کی وفات کے بعد، میاں بیوی میں رشتۂ ازدواج ختم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ رشتہ ازدواج باقی رہتا تو فوت شدہ شوہر کے مال سے بیوی کے لئے نفقہ اور سکنٰی (رہائش) ادا کرنا بھی ضروری ہوتا، اور بیوہ کے لئے دوسرے شوہر سے نکاح کرنا بھی ناجائز ہوتا، جس کا مسلمانوں میں کوئی بھی قائل نہیں۔ چنانچہ

(1) کویتی موسوعہ فقہیہ میں ہے کہ

انْتِهَاءُ النِّكَاح: يَنْتَهِي النِّكَاحُ وَتَنْفَصِمُ عُقْدَتُهُ بِأُمُور: ...
أ) الْمَوْتُ: تَنْحَل رَابِطَةُ الزَّوْجِيَّةِ إِذَا مَاتَ أَحَدُ الزَّوْجَيْنِ. وَلَكِنَّهُ مَعَ ذَلِكَ يَتَرَتَّبُ عَلَى النِّكَاحِ الَّذِي انْتَهَى بِالْمَوْتِ أَحْكَامٌ مِنْهَا: أَنَّ مَنْ بَقِيَ مِنَ الزَّوْجَيْنِ يَرِثُ مَنْ مَاتَ مِنْهُمَا، وَأَنَّ الزَّوْجَةَ تَحُدُّ وَتَعْتَدُّ إِنْ تُوُفِّيَ الزَّوْجُ... ب) الطَّلاَقُ... ج)..[1]

”نکاح کا اختتام اور اس کی گرہ بعض اُمور کی بناپر کھل جاتی ہے۔ (1) پہلا سبب مَوت ہے: اگر زوجین میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو ازدواجی تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ تاہم موت کی بناپر ختم ہونے والے نکاح میں بعض شرعی احکام کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے: جن میں سے یہ ہے کہ زوجین میں سے زندہ رہ جانے والے کو فوت شدہ کی وراثت میں سے حصہ ملتا ہے۔ اور فوت شدہ شوہر کی بیوی کے لئے ضروری ہے کہ اظہارِ افسوس کے طور پر شوہر کے لئے عدت گزارے۔ (2) نکاح ختم ہو جانے کا دوسرا سبب طلاق اور (3) تیسرا سبب خُلع ہے۔“

(2) انٹرنیٹ پر فتاوی کی عظیم ویب سائٹ 'اسلام ویب' پر یہ فتوی پوچھا گیا کہ عدت گزار لینے کے بعد کیا زوجین میں ازدواجی تعلق ختم ہو جاتا ہے، اور کیا شوہر دوبارہ غیر محرم بن جاتا ہے۔ کیا سابقہ شوہر سے علیحدگی میں ملنا اور شہوت سے اس کی طرف دیکھنا ناجائز ہو جاتا ہے؟ یا دوسرے شوہر سے شادی نہ کرنے تک مطلقہ یا بیوہ عورت سابقہ شوہر کی ہی بیوی رہتی ہے؟

فتوی نمبر 306868: شوہر کی وفات کی صورت میں ازدواجی تعلق ختم ہو جاتا ہے، جیسا کہ موسوعہ فقہیہ میں ہے کہ

وَانْفِصَال الزَّوْجَيْنِ يَكُونُ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَلاَثَةِ أُمُورٍ: الْفَسْخِ أَوِ الاِنْفِسَاخِ، وَالطَّلاَقِ، وَالْمَوْتِ.(41/7)
وكون المرأة في عدتها من وفاة زوجها لا يعني عدم انقطاع العصمة، والعدة شرعت لحكم ومصالح عظيمة، ومنها الوفاء للزوج والتأكد من براءة الرحم ونحو ذلك من الأغراض الصحيحة. وإذا انقضت العصمة بالموت لم يكن من سبيل شرعي لاستمتاع الحي من الزوجين بالآخر سواء بالنظر أو التخيل ونحو ذلك.[2]

”زوجین کی جدائی تین طریقوں میں کسی ایک صورت میں ہو سکتی ہے: فسخ نکاح، طلاق یا کسی ایک کی موت۔ اور شوہر کی وفات پر عورت کے عدت میں ہونے سے ازدواجی پاکیزگی، رعایت لازم نہیں آتی (یعنی رشتہ نکاح بیوہ کی عدت کے دوران باقی نہیں رہتا)۔ کیونکہ عدت کی بہت سی شرعی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں، جن میں سے شوہر سے وفا اور رحم کے خالی ہو جانے وغیرہ جیسی بہت سی مصلحتیں شامل ہیں۔ اور جب موت کے ساتھ ازدواجی رعایتیں ختم ہو گئیں تو زوجین میں کسی زندہ کے لئے دوسرے سے لذت اُٹھانا جائز نہیں، چاہے آنکھوں سے دیکھنا ہو یا اس کو سوچنا وغیرہ ہو۔“

1 الموسوعة الفقهية الكويتية: 41ر302، ناشر: وزارۃ الاوقاف، الکویت
Kuwait Encyclopedia of Islamic Jurisprudence, Vol. 41 / p 320, Ministry of Endowments, State of Kuwait.

2 https://www.islamweb.net/ar/fatwa/306868 مؤرخہ 18 اپریل 2023ء

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(3) بعض فقہا کے نزدیک تو وفات کے بعد میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غسل دینا بھی مناسب نہیں۔ جیساکہ

ذَهَبَ الْحَنَفِيَّةُ فِي الأْصَحِّ، وَهُوَ رِوَايَةٌ عَنْ أَحْمَدَ إِلَى أَنَّهُ لَيْسَ لِلزَّوْجِ غُسْلُهَا، وَإِلَيْهِ ذَهَبَ الثَّوْرِيُّ؛ لأِنَّ الْمَوْتَ فُرْقَةٌ تُبِيحُ أُخْتَهَا وَأَرْبَعًا سِوَاهَا، فَحَرَّمَتِ الْفُرْقَةُ النَّظَرَ وَاللَّمْسَ كَالطَّلاَقِ.[1]

”حنفیہ کا صحیح ترین موقف یہ ہے اور یہی امام احمد سے بھی ایک روایت ہے کہ شوہر، فوت شدہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ یہ موقف امام سفیان ثوری کا بھی ہے۔ کیونکہ موت ایسی جدائی ہے جس کی بناپر فوت شدہ کی بہن یا چوتھی بیوی سے نکاح کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ موت کی اس جدائی نے، فوت شدہ بیوی کی طرف دیکھنا اور اسے چھونا اسی طرح حرام کر دیا جیسے طلاق کے بعد بیوی حرام ہو جاتی ہے۔“

تاہم یہ حنفی فقہا کا موقف ہے جبکہ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ اس کے جواز کے قائل ہیں، کیونکہ احادیث وآثار میں اس کی اجازت ملتی ہے جیساکہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کو فرمایا کہ

«...فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ...»[2] ”... [اگر تم فوت ہو گئیں تو] تمہیں خود غسل دوں گا، خود کفن پہناؤں گا۔“

اور سیدنا ابو بکر صدیق □ کو وفات کے موقع پر ان کی اہلیہ اسماء بنت عمیس ؓ نے غسل دیا[3]، اور سیدنا علی □ نے سیدہ فاطمہ ؓ کو غسل دیا[4]، اور صحابہ کرام میں کسی نے ان کا انکار نہ کیا تو پتہ چلا کہ بہ امر ضرورت شوہر کا اپنی فوت شدہ بیوی کو غسل دینے کے جواز پر اجماعِ صحابہ □ ہے۔ امام محمد بن یزید ابن ماجہ (م 273ھ) کے مذکورہ فرمانِ نبوی پر قائم کردہ باب کے عنوان سے بھی یہی تاثر ملتا ہے کہ زوجین کے لئے ایسا کرنا جائز ہے:

بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا

”شوہر کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو غسل دینے کے بارے میں باب“

مذکورہ تفصیل سے علم ہوتا ہے کہ وفات کی بناپر زوجین میں رشتہ ازدواج ختم ہو جاتا ہے، اور اس بناپر بیوہ عورت کے لئے جائز نہیں کہ فوت شدہ شوہر کا پانی، اس کی وفات کے بعد اپنے رحم میں رکھوائے۔

مطلقہ اور بیوہ کے احکام میں فرق

تاہم بعض علما کا یہ موقف کہ بیوہ عورت کے احکام سراسر مطلقہ عورت والے ہیں، کی احادیثِ نبویہ سے تائید نہیں ہوتی۔ مطلقہ عورت سے شوہر اپنے مرضی سے رشتہ ازدواج ختم کرتا ہے، جبکہ بیوہ عورت سے یہ رشتہ اللہ تعالیٰ کے فیصلۂ موت کی بناپر نہ چاہتے بھی ختم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ شوہر کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی مطلقہ[5] بیوی کے بارے میں دلچسپی لے، اس کے خیال اور تذکرے سے لطف واطمینان حاصل کرے، اس کی طرف نگاہ بلند کرے، جبکہ بیوہ زوجین کے لئے یہ ساری چیزیں جائز اور مشروع ہیں جس کے دلائل میں فرمانِ نبوی، خلفاے راشدین کا عمل اور اجماعِ صحابہ □ کا تذکرہ اوپر

1 حاشية ابن عابدين: 1؍ 575،وبدائع الصنائع: 1؍ 305بحوالہ الموسوعة الفقهية الكويتية: 13؍58
Hashia Ibn e Abideen: Vol. 1, P 575, Badai us Sanai': Vol. 1/ p 305
Kuwait Encyclopedia of Islamic Jurisprudence, Vol. 31 / p 58, Ministry of Endowments, State of Kuwait.

2 سنن ابن ماجه: كِتَابُ الْجَنَائِزِ (بَابُ مَا جَاءَ فِي غَسْلِ الرَّجُلِ امْرَأَتَهُ، وَغَسْلِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا)، 1465، حسن

3 موطأ إمام مالك، الجنائز، باب غسل الميت، والسنن الكبرٰى للبيهقي:3؍397

4 سنن الدارقطني، الجنائز، باب الصلاة على القبر، والسنن الكبرٰى للبيهقي:3؍396

5 مطلقہ عورت سے یہاں مراد، عدتِ رجوع ختم ہو جانے کے بعد 'طلاق کی بناپر علیحدہ ہو جانے والی عورت' ہے۔ جہاں تک دورانِ عدت والی مطلقہ کا تعلق ہے تو وہ منکوحہ کے حکم میں ہی ہے جس کے لئے خاتمۂ نکاح کے ارادے کا محض عبوری اظہار کیا گیا ہے اور ابھی اس کے لئے نفقہ وسکنی، نظر ومحبت اور اچھے تذکروں کی شریعتِ اسلامیہ نہ صرف تلقین وترغیب دیتی ہے بلکہ وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ میں ان کے شوہروں کا ان پر حق بالاتر قرار دیا گیا ہے۔

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ہوا ہے۔اس سلسلے میں واضح دلیل یہ حدیث بھی ہے جو سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ

مَا غِرْتُ عَلَى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ ﷺ مَا غِرْتُ عَلَى خَدِيجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا وَلَكِنْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِي صَدَائِقِ خَدِيجَةَ فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيجَةُ فَيَقُولُ: «إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ».[1]

”میں نے نبی ﷺ کی کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں کی جس قدر سیدہ خدیجہ ؓ پر کی، حالانکہ میں نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ مگر وجہ یہ تھی کہ نبی ﷺ ان کا بکثرت ذکر کرتے رہتے تھے۔ اور جب آپ کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کاٹ کر سیدہ خدیجہ ؓ کی سہیلیوں کو بھیجتے تھے۔ جب کبھی میں آپ سے کہتی کہ گویا دنیا میں کوئی عورت خدیجہؓ کے سوا تھی ہی نہیں تو آپ فرماتے: ”وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں اور میری اولاد بھی انہی کے بطن سے ہوئی ہے۔“

”ایسی تھیں اور ایسی تھیں“ سے مراد ام المؤمنین سیدہ خدیجہؓ کے عظیم فضائل و مناقب کا مسلسل تذکرہ ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقہ اور بیوہ عورت کے احکام میں فرق ہے، اسی بنا پر وفات پا جانے والے زوجین کے لئے ایک دوسرے کو بوقتِ ضرورت غسل دینا بھی جائز ہے اور بیوہ عورت کو دوران عدت اپنے شوہر کا سوگ منانے کی تلقین کی گئی ہے۔اور اس کی دلیل قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ جنت میں نیک میاں بیوی کو ایک دوسرے سے ملا دیا جائے گا، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔اور واضح ہے کہ یہ وعدہ طلاق یا خلع کے ذریعے جدا ہونے والے زوجین کے بارے میں نہیں۔

شرع اسلامی میں بیوہ عورت پر سوگ کے لئے چار ماہ، دس دن کی عدت بھی ضروری قرار دی گئی ہے۔ جس دوران بیوہ عورت پر سابقہ شوہر کی بیوی ہونے کے مکمل احکام جاری نہیں ہوتے۔ اگر وہ اس دوران آگے نکاح نہیں کر سکتی تو اس کی وجہ سابقہ شوہر کی بیوی برقرار ہونے کی بجائے اس شوہر سے دیرینہ ازدواجی تعلق کے تقاضے ہیں، اسی بنا پر بیوہ اپنی عدت میں اظہار زینت کے وہ کام نہیں کر سکتی جو مطلقہ عورت پر دورانِ عدت ممنوع نہیں ہیں۔ الغرض بیوہ اور مطلقہ، دونوں طرح کی عدت کے احکام فرق ہیں۔ چنانچہ بیوہ عورت پر دورانِ عدت نفقہ و سکنٰی کے احکام جاری نہیں ہوتے اور میراث میں طے شدہ حصہ وراثت کے علاوہ ان اخراجات کو نکالا نہیں جاتا اور وہ اس دوران اپنے سابقہ شوہر کا نطفہ بھی استعمال نہیں کر سکتی کیونکہ شوہر کی وفات کے ساتھ ہی اس کے بیوی ہونے کے احکام ختم ہو گئے، اور اس حد تک محدود رہ گئے جہاں تک شریعتِ مطہرہ میں ان کی صراحت موجود ہے۔

جہاں تک ہمارے پیش نظر مسئلہ کا تعلق ہے تو اس میں بنیادی نکتہ یہی ہے کہ وفات کے بعد، زوجین میں رشتہ ازدواج ختم ہو جاتا ہے اور انہی اُمور تک محدود ہو جاتا ہے جہاں تک شرعِ اسلامی میں اس کی صراحت ، گنجائش موجود ہے اور ان جائز صورتوں میں یہ بھی شامل ہے کہ زندہ حالت میں داخل کیا ہوا شوہر کا جرثومہ، جنین کے وضع ہونے تک بیوہ کے رحم میں رہ سکتا ہے۔ اپنے فوت شدہ خاوند کا جرثومہ، اب بیوہ کے لئے اپنے رحم میں رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ وفات کی بنا پر نکاح ختم ہو جانے کے بعد یہ شوہر کے جرثومہ کے لئے اب ناجائز محل ہے۔ کیونکہ اگر وہ اب بھی فوت شدہ کی بیوی ہوتی تو اس بیوہ کے لئے نفقہ اور سکنٰی بھی ہوتا یا اس کے لئے آگے نکاح کی حرمت ہوتی، جس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

علاوہ ازیں وفات کے بعد زوجین میں باقی رہ جانے والے اُمور میں : نظر و غسل، سوگ، ایک دوسرے کی اچھی یادیں اور محبت کے تذکرے، آخرت

---

1 صحيح البخاري: كِتَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ (بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ ﷺ خَدِيجَةَ وَفَضْلِهَا)، رقم 3818

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

میں اُنہیں اکٹھا کر دیا جانا وغیرہ شامل ہیں۔

بعض شبہات کی وضاحت

شبہ نمبر1: اس سلسلہ میں شبہ کہ یہ فرمان نبوی توماء یعنی جرثومہ کو محل غیر میں رکھنے پر ہے جبکہ زیر بحث مسئلہ اس سے اگلے مرحلہ 'نطفہ' کے بارے میں ہے تو واضح رہے کہ تخلیق انسان کے امکان، مراحل اور نسب میں اختلاط کے مشترک احکام کی بنا پر دونوں مرحلوں: (ماء اور نطفہ کے بارے میں) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

شبہ نمبر2: اور یہ شبہ کہ فوت شدہ شوہر کے نطفہ کو ضائع کرنا، ایک انسان کو قتل کرنے کے مترادف ہے، بھی کوئی وزن نہیں رکھتا۔ کیونکہ نطفہ ہونے کے ناطے وہ انسان بننے کی صلاحیت تو رکھتا ہے، اسی لئے اس پر شرعی احکام لاگو ہورہے ہیں لیکن وہ بہر حال ایک زندہ انسان نہیں ہے، جس کو قتل کرنا حرام ہو۔ اس کی مزید وضاحت صحابہ کرام کے اس فیصلے سے ہوتی ہے جو عبید اللہ بن رفاعہ سے مروی ہے کہ

"سیدنا عمرؓ بن خطاب کے پاس بعض صحابہ کرام نے عزل کا تذکرہ کیا اور اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں ان میں اختلاف ہو گیا تو عمر بن خطاب فرمانے لگے: تمہارا اس بارے میں اختلاف ہو گیا ہے، حالانکہ تم بہترین بدری صحابہ ہو تو عام لوگوں کا کیا ہوگا؟ اس پر دو شخص سرگوشیاں کرنے لگے تو آپ نے پوچھا کہ کس بارے میں سرگوشیاں ہورہی ہیں؟ جواب ملا کہ یہود عزل کو 'چھوٹے زندہ گاڑنا' کے مترادف سمجھتے ہیں۔ اس پر سیدنا علیؓ بن ابوطالب نے فرمایا:

إنها لا تكون موؤدة حتي تمرّ بالقارات السبع: تكون سلالة من طين ثم تكون نطفة ثم تكون علقة ثم تكون مضغة ثم تكون عظامًا ثم تكون لحمًا ثم تكون خلقًا آخر فعجب عمر من قوله وقال: جزاك الله خيرًا.[1]

"عزل کیونکر موءودۃ (زندہ گاڑنا) ہو سکتا ہے حتی کہ وہ سات مراحل سے نہ گزر لے: کھنکتی مٹی... نطفہ... علقہ... مضغہ... پھر ہڈی... پھر گوشت... پھر روح۔ سیدنا عمرؓ اس قول سے بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے سیدنا علیؓ کو جزائے خیر کی دعا دی۔"

یہی موقف مفسر قرآن سیدنا عبداللہ بن عباس نے مراحل تخلیق پر سورۃ المومنون کی آیت: 12 کی تفسیر میں بیان کیا ہے جس کی سند صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرارِ حمل کے بعد 120 ویں دن جنین میں فرشتے کی طرف سے روح پھونکے جانے کے بعد ہی قتل نفس کا حقیقی اعتبار ہوگا۔ اس سے پہلے، نطفہ کے مرحلے میں اس کا ضیاع 'مکروہ تنزیہی' سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا اور یہی موقف ممتاز اہل حدیث اور حنفی علماے کرام کا ہے جس کی مزید تفصیل راقم کی کتاب 'اسقاطِ حمل کے شرعی احکام' میں بادلائل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

شبہ نمبر3: زوجین کے لئے وفات کے بعد شرعی احکام میں تبدیلی کا تعلق، اُمور دنیا کے حوالے سے ہے۔ تاہم رب کریم نے مسلمانوں پر مہربانی کرتے ہوئے، نیک مسلمانوں، ان کی اولادوں اور زوجین کو جنت میں ملانے کا وعدہ کیا ہے، شیخ محمد صالح عثیمین (م1421ھ) لکھتے ہیں کہ

"إذا مات رجل وزوجته وكانا من أهل الجنة فإنها تبقى زوجةً له، قال الله تعالى: (رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ

---

1 نخب الأفكار في تنقيح مباني الأخبار از امام بدر الدین عینی (858ھ): 10، 393، اسنادہ صحیح اور
Badr ud Deen Ainee, Nukhab ul Afkar : Vol.10/ p 397.
تخریج مشکل الآثار از شعیب ارناؤوط، 5، 174، سندہ حسن

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ). وقال تعالى: (وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِينٌ). والذرية شاملة لذرية الزوج والزوجة، فإذا كان الله يلحق بالمؤمنين ذرياتهم، فمعنى ذلك أن الزوج والزوجة يكونان سواءً ، ويلحق الله بهما ذريتهما ، وهذا من كمال النعيم الذي في الجنة ، فإنها فيها ما لا عينٌ رأت ، ولا أذنٌ سمعت ، ولا خطر على قلب بشر"[1]

"جب مسلمان اور اس کی بیوی فوت ہو جائیں اور دونوں جنتی ہوں تو وہ جنت میں بھی اس کی بیوی ہی رہے گی، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے کہ " باری تعالیٰ! ان کو ہمیشہ کے باغات میں داخل فرما جن کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ان کے والدین، ازواج اور اولاد میں جو نیکوکار ہیں، بلاشبہ تو غالب حکمت والا ہے۔" اور رب کریم نے فرمایا کہ "جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان لانے میں ان کی پیروی کی، تو ان کی اولاد کو بھی ہم ان سے ملا دیں گے، اور ہم ان کے اعمال میں سے کچھ نہ کم کریں گے، ہر شخص نے جو کیا، وہ اس کو مل کر رہے گا۔" اولاد میں شوہر اور بیوی کی اولاد بھی شامل ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ مؤمنوں سے ان کی اولاد کو ملا دیں گے، تو اس کا مطلب ہوا کہ شوہر بیوی دونوں اکٹھے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں سے ان کی اولاد کو ملا دیں گے۔ اور جنت کی کمال نعمتوں میں سے ہے، بلاشبہ اس میں وہ ملے گا جو کسی آنکھ نے دیکھا نہیں، کسی کان نے سنا نہیں اور کسی انسان کے دل میں ان کا گمان تک نہیں گزرا۔"

تو یہ ان بیویوں کا تذکرہ ہے جو وہ دنیا میں سب سے آخری صالح شوہر سے نکاح کریں کہ ان کو ایسے زوجین کو جنت میں آپس میں ملا دیا جائے گا۔ اور یہ جنت کے انعامات ہیں جن کا دنیا میں شوہر کی وفات کے بعد، بیوی کے احکام جاری رہنے سے بہر حال کوئی تعلق نہیں۔ واللہ اعلم

شبہ نمبر 4: موت کے بعد ازدواجی حقوق و فرائض ختم ہو جاتے ہیں، اور ان میں سے وہی باقی رہ جاتے ہیں جن کا تذکرہ اوپر قرآن وسنت کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ ان اہم ازدواجی احکام میں بیوی کے لئے نفقہ (روٹی، کپڑا اور مکان وغیرہ) بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اور شوہر کی طرف سے بیوی کو وراثت میں حصہ ملنا، احکام وراثت کا تقاضا ہے اور اس کا بیوی کے نفقہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اور وراثت میں یہ حصہ تو شوہر کو بھی بیوی کی طرف سے ملتا ہے جس بیوی پر شوہر کا کوئی نفقہ واجب نہیں ہوتا۔

اسی طرح شوہر کی وفات کے بعد، اس کے گھر میں رہنے کی پابندی یا دوسرا نکاح کرنے کی ممانعت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ اور کوئی شوہر اپنی بیوی پر بعد از وفات ایسی کوئی پابندی عائد کرے کہ وہ اس کے بعد آگے نکاح نہیں کر سکتی تو خلافِ شرع ہونے کی بنا پر اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ

أن النبيَّ خطَبَ أمَّ مُبَشِّرٍ بنتَ البراءِ بنِ مَعْرُورٍ، فقالت: إني شرطْتُ لزوجي أن لا أتزوجَ بعدَه. فقال النبيُّ: أن هذا لا يَصْلُحَ.[2]

"نبی کریم ﷺ نے اُمّ مبشر بنت براء بن معرور کو نکاح کا پیغام بھیجا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے شوہر سے عہد کیا تھا کہ میں اس کے بعد نکاح نہیں کروں گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شرط، عہد درست نہیں ہے۔"

1 فتاویٰ نور علی الدرب از شیخ محمد بن صالح عثیمین: ج4، ص2
Muhammad bin Salih Usaimeen, Fatawa Noor ala Darb: Vol. 4, p. 2

2 مجمع الزوائد از الهيثمي: ، ،فتح الباری از ابن حجر: 9، 126، نیل الأوطار از شوکانی: ، • إسناده حسن
Hathami, Majma’ uz Zawaid: Vol. 4, p. 258. Ibn e Hajr, Fath ul Bari, Vol. 9/ p 26.

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان امور سے علم ہوتاہے کہ زوجین میں سے کسی کی وفات کے بعد، ازدواجی تعلقات ختم ہو جاتے ہیں۔اور اُنہیں باقی رکھنے کی بعض صورتیں، شرائط طے بھی کرلی جائیں تو ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اس کی تصدیق مزید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ کسی مسلمان کی وفات کے بعد، اس کی وراثت تقسیم کردی جاتی ہے۔ تقسیم وراثت کے وقت اس اولاد کو تو وراثت میں حصے دیے جاتے ہیں جو زندہ ہوں یا رحم مادر میں بصورت جنین ہوں، لیکن جو نطفہ کی صورت میں ہوں، اور زوجین میں سے کسی ایک کی وفات کے 2 یا 3 سال بعد پیدا ہوں تو ان کے وراثت میں کوئی حقوق نہیں ہوں گے۔

معاہدہ کی پاسداری

اس موقف کو یہ امر مزید تقویت دیتا ہے کہ جب زوجین نے مصنوعی بارآوری کے لئے اپنے جرثومہ اور بیضہ کا ملاپ کرتے وقت تحریری معاہدہ کیا تھا، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے کہ

”طے پایا کہ طلاق، قانونی جدائی، اور کسی ایک فریق یا دونوں کی وفات کی صورت میں تولیدی جرثومے ضائع کردیے جائیں گے اور میاں بیوی میں سے کوئی اسے استعمال نہیں کرسکے گا۔“

جب وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی کونسل نے پاکستان میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کی اجازت دی تو اس کے ساتھ بعض شرائط کو لازمی قرار دیا اور علمائے کرام کی راہنمائی سے ہی غالباً ہسپتال انتظامیہ نے یہ شرائطِ معاہدہ تشکیل دیں اور ان پر زوجین سے دستخط کرائے ہیں۔ چنانچہ زوجین کا یہ معاہدہ شرعی تعلیمات کی پاسداری کرتے ہوئے ان کی مزید توثیق کرتا ہے، جیسا کہ فرمانِ نبوی ہے کہ

«وَالْمُسْلِمُونَ عَلَى شُرُوطِهِمْ إِلَّا شَرْطًا حَرَّمَ حَلَالًا أَوْ أَحَلَّ حَرَامًا».[1]

”اور مسلمان اپنی شرطوں کے پابند ہیں سوائے ایسی شرط کے جو کسی حلال کو حرام کردے یا کسی حرام کو حلال۔“

مذکورہ بالا تفصیلات سے واضح ہوتا ہے کہ بیوہ کا اپنے فوت شدہ شوہر کے ساتھ نطفہ کو استعمال کرنا، اختتام نکاح اور معاہدہ، دونوں کی بنا پر ناجائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

جب تولیدی علاج کی مختلف صورتوں کا جواز بوقتِ حاجت اور بطور علاج ہی ہے تو ضروری ہے کہ ہسپتالوں کی انتظامیہ کو تولیدی جرثومے لمبے عرصے تک محفوظ کرنے کی سہولت بھی ختم کرنی چاہیے، کیونکہ اس سے بے شمار نئے مسائل پیدا ہونے کا امکان ہے اور ان جرثوموں کی حفاظت علاج سے بڑھ کر بہت سے شوقیہ رجحانات کو بھی جنم دے رہی ہے۔ شریعت اسلامیہ میں علاج کی یہ گنجائش من مانی اور خواہشات پوری کرنے کی بجائے سنگین صورتحال میں بقدر ضرورت ہی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔

1 جامع الترمذي: أَبْوَابُ الْأَحْكَامِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ (بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ فِي الصُّلْحِ بَيْنَ النَّاسِ)، رقم 1352